ماہنامہ دوآب

ISSN : 2306 - 6563

VOLUME 09 | ISSUE 03 | OCTOBER 2024





سرگودھا یونیورسٹی
گندم کاشت سے برداشت تک
کسانوں کے شانہ بشانہ، کھیت
کھلیانوں میں مئوثر آؤٹ ریچ
پروگرام کے ذریعے موجود رہے گی
پروفیسر ڈاکٹر قیصر عباس
وائس چانسلر یونیورسٹی آف سرگودھا



پروفیسر ڈاکٹر مختار احمد
کو چیئرمین ایچ ای سی
کا منصب سنبھالنے پر مبارکباد

16 اکتوبر
عالمی یوم خوراک پر پیغام

خوشحالی کسان کی، ترقی پاکستان کی
تارا گروپ کا اولین مشن ہے۔
ڈاکٹر خالد حمید چیئرمین تارا گروپ

www.uos.edu.pk www.taragroup.com.pk
Project: 03/06/03388

یونیورسٹی آف سرگودھا اور تارا گروپ کی مشترکہ کاوش

TARA SEEDS ICS SEEDS

بھرپور پیداواری صلاحیت کے حامل ہائبرڈ بیج



تمام تارا زرعی مراکز پر دستیاب ہے

ماہنامہ
دوآب
University of Sargodha | Tara Group™

سرپرست اعلیٰ
پروفیسر ڈاکٹر قیصر عباس
وائس چانسلر
یونیورسٹی آف سرگودھا



سرپرست
پروفیسر ڈاکٹر میاں غلام یٰسین
پرووائس چانسلر
یونیورسٹی آف سرگودھا



مدیر اعلیٰ
پروفیسر ڈاکٹر اعجاز رسول نُورکا
چیئرمین
پلانٹ بریڈنگ اینڈ جینیٹکس
یونیورسٹی آف سرگودھا



مدیر منتظم
ڈاکٹر خالد حمید
چیئرمین
تارا گروپ



مجلس مشاورت

- پروفیسر ڈاکٹر محمد علی تمغہ امتیاز، ستارہ امتیاز ۔ وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور
- پروفیسر ڈاکٹر سید دلنواز احمد گردیزی، سابق وائس چانسلر جامعہ کوٹلی، یونیورسٹی آف آزاد جموں کشمیر
- پروفیسر ڈاکٹر فیاض الحسن چیئرمین نیشنل ایگریکلچر ایجوکیشن ایکریڈیشن کونسل، اسلام آباد
- پروفیسر ڈاکٹر سائرہ اظہر، ڈین فیکلٹی آف فارمیسی، اقراء یونیورسٹی، کراچی
- پروفیسر ڈاکٹر احمد رضا بلال، ڈائریکٹر اورک یونیورسٹی آف سرگودھا
- ڈاکٹر جاوید احمد، چیف سائنٹسٹ/ڈائریکٹر گندم، ایوب زرعی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، فیصل آباد
- پروفیسر ڈاکٹر عمیر ارشد باجوہ، چیئرمین فوڈ سائنسز، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد
- ڈاکٹر محمد راشد قریشی، آئی سپشلسٹ و پروگریسیو فارمر القاسم باغ، ڈیرہ غازی خان

مجلس ادارت

- محمد مٹھل جسکانی، سابق پروفیسر، سندھ ایگریکلچر، یونیورسٹی ٹنڈو جام، سندھ
- ڈاکٹر صائمہ ہاشم ۔ انوائرمنٹ سپشلسٹ، ورلڈ بینک پشاور، خیبر پختونخواہ
- ڈاکٹر شاداب شوکت، لسبیلہ یونیورسٹی آف ایگریکلچر، واٹر اینڈ میرین سائنسز لسبیلہ، بلوچستان
- امتیاز علی ۔ ڈپٹی ڈائریکٹر ایگریکلچر، سکردو، گلگت بلتستان
- ڈاکٹر ضیاء الدین خان محسود، ساؤتھ وزیرستان
- ڈاکٹر سمیرا مقصود، اسسٹنٹ پروفیسر، کوہسار یونیورسٹی مری، پنجاب
- ڈاکٹر محمد عارف ۔ ایسوسی ایٹ پروفیسر ایمبل سائنسز یونیورسٹی آف سرگودھا
- عبدالمجید رامے ۔ جنرل منیجر مارکیٹنگ، تارا گروپ

کمپوزنگ ۔ شمس جیلانی

تمام تحریریں وسیع تر قومی مفاد، زرعی شعور اور معاشرتی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لئے شائع کی جاتی ہیں، تاہم ادارے کا کسی تحریر یا صاحب تحریر کے خیالات اور نظریات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

اداریہ! اور حادثے کیا کیا تمہاری بے رخی سے ہوگئے!

انسان ضروریات، خواہشات اور امیدوں کے جال میں بری طرح اسیر ہے، اس جال میں اسیری فطری اور آزادی غیر فطری سمجھی جائے گی کیونکہ ضرورتیں انسانی زندگی کا حسن ہے البتہ ان کو کم یا زیادہ کیا جاسکتا ہے مگر ختم نہیں کیا جاسکتا۔ ضروریات کے پیچ در پیچ سلسلے نے انسانوں اور اشیاء کو ایک دوسرے کے ساتھ کس کر باندھ رکھا ہے۔ ذرا غور کریں تو محتاجی اور باہم انحصاری کا نام ہی زندگی ہے۔ فرد اپنی زندگی کے لئے معاشرے کا محتاج ہے اور معاشرہ اپنے وجود کو برقرار رکھنے کیلئے افراد کا مرہون منت ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے بیج کو اُگنے کے لئے زمین، پانی، ہوا، درجہ حرارت، کھاد اور روشنی پر بے حد انحصار کرنا پڑتا ہے، اسی طرح پورا معاشرہ اپنے لباس، خوراک، حرارت اور رہائش کے لئے بیج اور اس کی پراڈکٹس کا محتاج ہے۔ کتاب اوراق اور عمارت اینٹوں کی محتاج ہے اسی طرح زمین، بارش اور دریاؤں کی محتاج ہے، اگر دریا اپنی نگاہ پھیر لے تو زمین دکھ سے اپنا حسن کھو بیٹھے گی۔ اپنی رنگینی اور روئیدگی حتیٰ کہ اس کا سہاگ اجڑ جائے گا۔ دریا کی بے رخی کا پہلا نشان، زمین کے چہرے پر کلر کا تصور اجاگر ہو جاتا ہے۔

زرخیز زمین کبھی بنجر نہیں ہوتی
دریا ہی بدل لیتے ہیں رستہ اُسے کہنا

وطن عزیز کی زراعت پر ضرب کاری سے نجانے کتنے حادثے ہوگئے، وہ کسان جو امید کے وارث تھے جن کے دم سے شہنائیاں گونجتی تھیں، فصل آنے سے بہار آجاتی تھی، گلشن کا کاروبار چلتا تھا۔ شہر جاگتے تھے، رونقیں دوبالا ہوئی تھیں۔ تھانے، کچہری، بازار، حج وعمرہ، سکوٹر، کاروں، شادی بیاہ سے متعلقہ کاروبار، مکان، فرنیچر، کپڑے، پیٹیاں، صندوق، سونا چاندی، برتن، کھابے، ٹریکٹر ٹرالیاں، خوشی غم پر اکٹھ، عید شب برات سب کچھ کسانوں کے دم سے ہی تو آباد تھا۔ اس کی گندم اور گندم سے کپاس وچاول کی پیداواری لاگت اور ریٹ، کسان کی عدم دلچسپی اور بارش کے لامتناہی سلسلہ نے کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔

اور حادثے کیا کیا تمہاری بے رخی سے ہوگئے

یہ ایک حقیقت ہے کہ پتے کے ٹوٹنے سے درخت نہیں سوکھتا، مگر سوکھنے کا آغاز ضرور ہو جاتا ہے۔ درخت یا پودا آنے والی خزاں کا مقابلہ اس شدومد سے نہیں کرتا جتنا ٹوٹنے والے پتے کی موجودگی میں کرسکتا تھا۔ کتاب سے اُکھڑنے والے چند اوراق کتاب کے وجود اور عمارت سے اکھڑنے والی چند اینٹیں عمارت کے حسن کو گہنا دیتی ہیں ایسے میں تازہ ہوا کا جھونکا حکومت پنجاب کے بروقت اقدامات ہیں، جن میں شارٹ ٹرم اور لانگ ٹرم شامل ہیں۔ 150 ارب روپے کے بلاسود قرضہ جات کے لئے کسان کارڈ کا اجراء 3 ارب روپے سے گرین ٹریکٹر سکیم، 9 ارب روپے کی لاگت سے زرعی ٹیوب ویل اور سولرائزیشن پروگرام، 7 ارب روپے سے زرعی آلات کی فراہمی، 2 ارب روپے سے زرعی گریجوایٹ انٹرن شپ پروگرام، 11 ارب سے زائد رقم سے ماڈل ایگریکلچر مارکیٹس کا قیام، تیل دار اجناس کی پیداوار میں اضافے کے لئے 11 ارب روپے کی امداد بلاشبہ قابل تحسین اقدامات ہیں۔ امید واثق ہے کہ کسان بھائی اپنے پسینے کی مہک سے زمین کی گود کو معطر کر کے مٹی کی صلاحیت سے زیادہ اناج پیدا کر کے ان گلیوں، بازاروں اور خاندانوں کو دوبارہ زندگی بخش دیں گے۔

دعاگو: پروفیسر ڈاکٹر اعجاز رسول نُورکا
چیف ایڈیٹر۔ دوآب

Email: chiefeditordoab@gmail.com
0300-6600301

گندم کا وقت کاشت

ڈاکٹر جاوید احمد، ڈائریکٹر گندم پنجاب،
ایوب زرعی تحقیاتی ادارہ، فیصل آباد



آبپاش علاقہ۔ آبپاش علاقوں میں گندم کی بہترین وقت کاشت یکم تا20 نومبر ہے۔ تاہم 30 نومبر تک مندرجہ زیل شیڈول کے مطابق کاشت کی جاسکتی ہے۔فخر بھکر۔17 کو25 اکتوبر تا 15 نومبر، نشان۔ 12 کو یکم نومبر تا 30 نومبر اور بھکر سٹار۔ 19 کو 10 نومبر تا 10 دسمبر کاشت کریں۔ عروج۔ 22،دلکش۔ 20،اکبر۔ 19،اناج۔ 17، زنکول۔16، جوہر۔16، بولاک۔,16اجالا۔16اور فیصل آباد۔2008 کو یکم نومبر تا10 دسمبر کاشت کیا جاسکتا ہے۔

بارانی علاقہ جات۔ بارانی علاقوں میں گندم کا سفارش کردہ وقت کاشت 15 اکتوبر تا15 نومبر ہے۔

پچھیتی کاشتہ گندم کی پیداوار میں کمی۔ تحقیق کے مطابق پچھیتی کاشتہ فصل کی پیداوار میں روزانہ کی بنیاد پر بتدریج کمی آنا شروع ہوجاتی ہے۔

ماحولیاتی تبدیلیاں اور گندم کا وقت کاشت۔ فصل کے وقت کاشت پر آب وہوا میں ہونے والی غیر متوقع تبدیلیوں کے اثرات مرتب ہورہے ہیں۔تجربات میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ اگر دسمبر کے مہینے میں درجہ حرارت معمول سے زیادہ رہے تو اگیتی کاشتہ گندم زیادہ متاثر ہوتی ہے اور اگر مارچ اور اپریل کے مہینوں میں درجہ حرارت معمول سے زیادہ ہوجائے تو پچھیتی کاشتہ گندم کی پیداوار میں کمی آتی ہے۔

شرح بیج۔ بلحاظ وقت کاشت درج ذیل شرح بیج رکھیں، اگاؤ کی شرح 85 فیصد سے زیادہ ہو، بصورت دیگر شرح بیج میں مناسب اضافہ کرلینا چاہئے۔

وقت کاشت	شرح بیج
یکم نومبر تا20 نومبر	40 تا45 کلوگرام فی ایکڑ
21 نومبر تا10 دسمبر	50 کلوگرام فی ایکڑ

نوٹ۔ پچھیتی کاشت میں بیج کی شرح ایک حد تک بڑھانے سے بنیادی شاخوں میں اضافہ ہوتا ہے جس سے پیداوار پر اچھا اثر پڑتا ہے۔مزید برآں شرح بیج میں مذکورہ اضافہ جڑی بوٹیوں کے کنٹرول کے لئے بھی معاون ثابت ہوتا ہے کیونکہ فصل کے پودوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے جڑی بوٹیوں کو پھلنے پھولنے کا موقع کم ملتا ہے۔

بیج کی دستیابی۔ گندم کی ترقی دادہ اقسام کا بیج پنجاب سیڈ کارپوریشن اور رجسٹرڈ پرائیویٹ سید کمپنیوں کے ڈپوؤں اور ڈیلروں سے دستیاب ہے۔کاشتکار بھائی اس سہولت سے فائدہ اٹھائیں، بیماریوں سے پاک، تصدیق شدہ بیج استعمال کریں۔کاشتکار بھائی بیج خریدتے وقت تصدیق شدہ بیج کے متعلقہ فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن کے ٹیگ کی تسلی ضرور کریں۔

بیج کو زہر لگانا۔ گندم کی مختلف بیماریوں میں کانگیاری، کرنال بنٹ، گندم کی بلاسٹ اور اکھیڑا وغیرہ عام طور پر حملہ آور ہوتی ہے اور پیداوار میں نقصان کا باعث بنتی ہے۔ان کے تدارک کے لئے بیج کو بوائی سے پہلے تھائیوفینیٹ بحساب دوا رڈھائی گرام یا امیڈاکلوپرڈ +ٹیبوکونازول بحساب 2 ملی لیٹر فی کلوگرام بیج لگائیں۔

زہر لگانے کا طریقہ۔ بہتر ہے کہ بیج کو زہر لگانے کے لئے گھومنے والا ڈرم استعمال کریں تاہم اگر یہ میسر نہ ہو تو پلاسٹک کی ایک بوری میں وزن شدہ بیج اور سفارش کردہ زہر ڈال کر بوری کا منہ باندھیں اور دونوں طرف سے پکڑ کر اچھی طرح ہلائیں تاکہ بیج کے ہر دانے کو زہر لگ جائے، خیال رہے کہ بوری کو تقریباً آدھا بھرا جائے تاکہ بیج کو بوری میں اچھی طرح سے ہلایا جاسکے اور دوائی اچھی طرح بیج کے ساتھ لگ سکے۔ہمواری زمین اور اس کی اہمیت۔کسی بھی فصل کی بھرپور پیداوار حاصل کرنے کے لئے کھیت کا اچھی طرح ہموار ہونا بے حد ضروری ہے۔اس طرح پانی یکساں لگتا ہے اور فصل کا اُگاؤ یکساں اور بہتر ہوتا ہے،

ڈرل کاشت کے فوائد اور اس سے کھادوں کا استعمال۔ کیمیائی کھادوں کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے پیش نظر ان کا استعمال بہت احتیاط سے کرنا اشد ضروری ہے۔ڈرل کے ذریعہ کاشت اور بوائی کے وقت ڈالی جانے والی کھاد، ڈرل کے ذریعے ڈالنے کی صورت میں کھادوں کی افادیت بڑھ جاتی ہے۔کھاد چونکہ پودوں کی جڑوں کے قریب گرتی ہے اور اس طرح فصل کھاد کا ہر دانہ استعمال کرتی ہے۔

ڈرل مشین کی کیلی بریشن۔ استعمال سے پہلے ایک دفعہ ڈرل مشین کی کیلی بریشن کرلیں یعنی اس کی بیج گرانے کی شرح کو جانچ لیں۔اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ بیج بکس میں بیج ڈالیں۔ہر سیڈ ٹیوب کے آگے پلاسٹک کا لفافہ چڑھالیں۔ڈرل کو ٹریکٹر کے ذریعے تھوڑا اوپر اٹھا کر اس طرح چلائیں کہ ڈرل کو گھمانے والا پہیہ زمین کے ساتھ لگ کر چلتا رہے اور بیج گر کر سیڈ ٹیوبوں کے آگے لگے لفافوں میں جمع ہوتا رہے۔کچھ فاصلے پر جا کر ڈرل کو روک دیں اور لفافوں میں جمع شدہ بیج کا وزن کرلیں۔

زمین کی تیاری وطریقہ کاشت۔

برائے آبپاش علاقہ جات۔ گندم کی بھرپور پیداوار حاصل کرنے کے لئے زمین کو اچھی طرح تیار کریں۔وریال کھیتوں میں دوتا تین مرتبہ وقفہ وقفہ سے ہل چلائیں تاکہ جڑی بوٹیاں تلف ہوجائیں اور زمین میں موجود غذائی عناصر پودے کے لئے قابل حصول حالت میں تبدیل ہوجائیں۔ راؤنی سے پہلے کھیتوں کو چھوٹے چھوٹے کیاروں میں تقسیم کریں تاکہ کم پانی یکساں اور مطلوبہ مقدار میں دیا جاسکے۔راؤنی کے بعد وتر آنے پر بوائی سے کچھ دن پہلے صبح سویرے ہل چلائیں اور سہاگہ دیں۔ یہ عمل دو تین بار دہرانے سے جڑی بوٹیاں تلف ہوجاتی ہیں اور زمین کے نیچے کی نمی اوپر آجاتی ہے جو گندم کے اچھے اُگاؤ کی ضامن ہے۔یہ داب کا طریقہ ہے اور یہ اگیتی اور درمیانی کاشت میں باآسانی اختیار کیا جاسکتا ہے، لیکن پچھیتی کاشت میں وقت کی کمی کے پیش نظر موزوں نہیں ہے۔پنجاب کے آبپاش علاقوں میں گندم کی بیشتر کاشت کپاس، دھان، کماد یا مکئی کے وڈھ میں اور کچھ رقبہ پر وریال زمینوں پر کی جاتی ہے۔جس کی تفصیل اوپر دی جاچکی ہے۔(باقی آئندہ شمارہ میں)

مری ہلز میں پھولوں کی کاشت

ڈاکٹر محمد مظہر قیوم، ڈاکٹر سمیرا مقصود۔ کوہسار یونیورسٹی، مری

مری ہلز پاکستان میں پھولوں کی کاشت (فلوری کلچر) کا شعبہ بہت اہمیت کا حامل ہے، اس علاقے کا معتدل موسم اور قدرتی خوبصورتی پھولوں کی پیداوار کے لئے انتہائی موزوں ہے۔ مری ہلز میں گلاب، چنبیلی، نرگس اور دیگر پھولوں کی اقسام کی کاشت کی جاسکتی ہے جو نہ صرف مقامی سطح پر بلکہ ملک بھر میں بھی طلب رکھتی ہے۔ فلوری کلچر کا شعبہ سیاحت کو بھی فروغ دے سکتا ہے کیونکہ خوبصورت باغات اور پھولوں کی نمائش سیاحوں کو راغب کرتی ہیں، اس کے علاوہ مقامی کاشتکاروں کے لئے پھولوں کی کاشت ایک منافع بخش ذریعہ معاش بن سکتی ہے۔ تاہم جدید تکنیکوں اور بہتر مارکیٹنگ کی ضرورت ہے تاکہ اس شعبے میں مزید بہتری لائی جاسکے۔ پھولوں کی مختلف اقسام ہیں جو مختلف مواقع اور مقامی حالات کے مطابق موزوں ہوتی ہیں۔ مری ہلز جیسے معتدل علاقوں میں کچھ بہترین اقسام جو کاشت کی جاسکتی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

گلاب۔ گلاب دنیا میں سب سے زیادہ پسند کیا جانے والا پھول ہے۔ اس کی مختلف اقسام جیسے ہابرڈ ٹی روز اور فلور بیونڈا مری ہلز کے موسم میں خوبصورت اور خوشبودار پھول پیدا کرتی ہیں۔

چنبیلی۔ چنبیلی اپنی خوشبو کی وجہ سے مشہور ہے اور گرم موسم میں اچھی پیداوار دیتی ہے۔ اس کے چھوٹے سفید پھول باغات میں خوبصورتی اور خوشبو بکھیرتے ہیں۔

نرگس۔ نرگس سردیوں کے آخر اور بہار کے شروع میں کھلتا ہے۔ اس کے پیلے اور سفید پھول موسم بہار کی آمد کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔

گل داؤدی۔ یہ پھول مختلف رنگوں اور اقسام میں دستیاب ہے اور خزاں کے موسم میں کھلتے ہیں۔ ان کی دیکھ بھال آسان ہوتی ہے اور یہ باغات میں رنگین اضافہ کرتے ہیں۔

ٹیولپ۔ ٹیولپ کے پھول سردیوں کے بعد بہار میں کھلتے ہیں۔ ان کی دیکھ بھال آسان ہوتی ہے، مختلف رنگوں کے یہ پھول باغات کی رنگینی میں اضافہ کرتے ہیں۔

گل لالہ۔ یہ پھول اپنے خوبصورت رنگوں اور طویل مدتی کھلنے کی وجہ سے مقبول ہیں۔ انہیں کاشت کرنے کے لئے معتدل موسم موزوں ہوتا ہے۔

مری ہلز میں یہ پھول نہ صرف جمالیاتی لحاظ سے خوبصورتی بکھیرتے ہیں بلکہ اقتصادی فائدے کا بھی ذریعہ ہیں۔ ان کی کاشت سے مقامی معیشت کو فروغ مل سکتا ہے اور ماحول کی بہتری میں بھی مدد ملتی ہے۔

معاشی فوائد۔ پھولوں کی کاشت کاشتکاروں کے لئے ایک منافع بخش کاروبار ہے۔ پھولوں کی فروخت سے حاصل ہونے والی آمدنی مقامی اور بین الاقوامی مارکیٹ میں بڑھتی جارہی ہے۔ مری ہلز جیسی سیاحتی مقامات پر پھولوں کی خوبصورتی سے سیاحت کو فروغ ملتا ہے جو مقامی معیشت میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ پھولوں کی کاشت سے ملازمتوں کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ خاص طور پر خواتین کے لئے جو پھولوں کی دیکھ بھال اور تیاری میں حصہ لے سکتی ہیں۔

سماجی فوائد۔ پھولوں کی موجودگی سے مقامی کمیونٹیز کی زندگی میں خوشی اور خوبصورتی آتی ہے۔ باغبانی اور فلوری کلچر کے ذریعے کمیونٹی کے افراد میں ہم آہنگی اور تعاون بڑھتا ہے، پھولوں کا استعمال مختلف تہواروں، شادیوں اور تقریبات میں خوشی اور خوشبو پیدا کرتا ہے۔

ماحولیاتی فوائد۔ پھولوں کے باغات قدرتی ماحول کو بہتر بناتے ہیں اور فضائی آلودگی کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ **پھولوں کی کاشت سے بائیوڈائیورسٹی میں اضافہ ہوتا ہے جو قدرتی توازن کو برقرار رکھتا ہے۔ شہد کی مکھیاں اور دیگر پولینیٹرز پھولوں سے غذا حاصل کرتے ہیں جو زراعت کے دیگر شعبوں کے لئے بھی فائدہ مند ہیں**، یہ تمام فوائد مل کر پھولوں کی پیداوار کو ایک اہم اور پائیدار سرگرمی بناتے ہیں۔ جس کا فائدہ افراد، کمیونٹی اور ماحول کو ہوتا ہے۔



ضلع کھرمنگ میں بگ گندم کی کاشت کی تاریخ

امتیاز علی ڈپٹی ڈائریکٹر ایگریکلچر زراعت۔ سکردو

بگ گندم جیسے مقامی بولیوں میں 'جو' بھی کہا جاتا ہے ضلع کھرمنگ بلتستان میں صدیوں سے کاشت کی جاتی ہے۔ روایتی طور پر یہ مقامی کسانوں کے لئے ایک اہم فصل رہی ہے کیونکہ اس علاقے کے سخت موسمی حالات کے ساتھ موافقت اور ایک اہم خوراک کے طور پر اس کی اہمیت ہے۔

۱۔ روایتی کاشتکاری کے طریقے: بگ گندم کو پہاڑی ڈھلوانوں پر چھوٹے چھت والے کھیتوں میں اُگایا جاتا ہے جس میں قدرتی آبپاشی کے طریقوں جیسے برف پگھلنے اور چھوٹی ندیوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ طویل سردیوں کے دوران خوراک کا ایک اہم ذریعہ فراہم کرنے والی فصل گزاری کے لئے ضروری رہی ہے۔

۲۔ ثقافتی اہمیت: تاریخی طور پر بگ گندم کی نہ صرف غذائی اہمیت تھی بلکہ مقامی تہواروں اور سومات میں بھی ثقافتی اہمیت رکھتی تھی۔ اسے اکثر سردیوں کے مہینوں میں استعمال کے لئے ذخیرہ کیا جاتا تھا جب تازہ خوراک تک رسائی محدود ہوتی تھی۔

۳۔ کاشت کے طریقوں میں تبدیلی: وقت کے ساتھ جدید اقسام اور دیگر نقد فصلوں کے متعارف ہونے کے ساتھ روایتی جو گندم جو گندم کی کاشت میں کمی آئی ہے تاہم موسمیاتی تبدیلیوں کے لئے اس کی لچک اور نامیاتی کاشتکاری کے لئے اس کی لچک اور نامیاتی کاشتکاری کے لئے اس کی صلاحیت کی وجہ سے اس فصل میں دلچسپی میں حالیہ اضافہ ہوا ہے۔

جو گندم کی کاشت کا انتظام۔

۱۔ بیج کا انتخاب: روایتی طریقوں میں پچھلی فصل سے بیجوں کا انتخاب شام ہوتا ہے جو مقامی حالات کے مطابق بہترین طریقے سے موافق ہوتے ہیں۔ یہ بیج اکثر نسلوں میں منتقل ہوتے ہیں اور اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ فصل مقامی ماحول کے لئے موزوں رہے۔

۲۔ مٹی کی تیاری: کھیتوں کو عام طور پر دستی ہل چلا کر، بعض اوقات جانوروں کی مدد سے تیار کیا جاتا ہے۔ نامیاتی مادے جیسے

جانوروں کی کھاد کا استعمال عام طور پر مٹی کو افزودہ کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

۳۔ پودا لگانا اور آبپاشی: بگ گندم کی بوائی عام طور پر موسم بہار کے شروع میں کی جاتی ہے جب برف پگھلنا شروع ہوتی ہے، ندیوں اور بارش سے قدرتی آبپاشی اکثر کافی ہوتی ہے حالانکہ کچھ کسان روایتی آبپاشی کے راستے استعمال کر سکتے ہیں۔

۴۔ کیڑوں اور بیماریوں کا انتظام: تاریخی طور پر کیڑوں کا انتظام قدرتی طور پر انحصار کرتا ہے بشمول فصل کی گردش اور روایتی جڑی بوٹیوں کی کیڑے مار ادویات کا استعمال۔ جدید کاشتکاری کے طریقوں کے متعارف ہونے کے ساتھ کچھ کسانوں نے کیمیائی کیڑے مار ادویات کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہے حالانکہ نامیاتی کاشتکاری کے طریقوں کا رجحان بڑھ رہا ہے۔

۵۔ کٹائی اور ذخیرہ: کٹائی دستی طور پر کی جاتی ہے، عام طور پر گرمیوں کے آخر یا موسم خزاں کے شروع میں اناج کو کیڑوں اور نمی سے بچانے کے لئے اسے تریش، ونو اور روایتی ذخیرہ کرنے کی سہولیات میں ذخیرہ کیا جاتا ہے۔

۶۔ چیلنجز اور مواقع۔ اہم چیلنجز میں آبادی کے دباؤ اور گندم کی جدید اقسام کے ساتھ سابقت کی وجہ سے قابل کاشت زمین کا سکڑ جانا شامل ہے۔ تاہم نامیاتی اور پائیدار کاشتکاری کی صلاحیت کے ساتھ بگ گندم کو ایک وراثتی فصل کے طور پر فروغ دینے میں دلچسپی بڑھ رہی ہے جو مقامی کسانوں کو معاشی مواقع فراہم کر سکتی ہے۔

ضلع کھرمنگ میں جو کی کاشت روایت سے گہری جڑی ہوئی ہے لیکن اسے جدید چیلنجز اور مواقع کا بھی سامنا ہے۔ مناسب انتظام اور تعاون کے ساتھ یہ خطے کے لئے ایک قیمتی فصل بن سکتی ہے۔ جو گندم بہت سے قدیمی اناجوں کی طرح اپنے غذائی فوائد کے لئے جانا جاتا اور صدیوں سے روایتی غذا میں ایک اہم مقام رہا ہے۔ بگ گندم سے منسلک صحت کے کچھ فوائد یہ ہیں۔

۱۔ غذائیت سے بھرپور: بگ گندم غذائی ریشہ کا ایک اچھا ذریعہ جو ہاضمے میں مدد دیتا ہے۔ اس کا بھرپور فائبر آنتوں کی باقاعدگی کو فروغ دیتا ہے اور صحت مند وزن کو برقرار رکھنے میں مدد کرتا ہے۔ میگنیشیم، آئرن، زنک اور سیلینیم جیسے ضروری (B3 اور B1 وٹامنز اور معدنیات خاص طور پر غذائی اجزا سے بھرپور ہیں جو توانائی کی پیداوار، مدافعتی افعال اور مجموعی صحت کے لئے اہم ہیں۔

۲۔ پیچیدہ کاربوہائیڈریٹ: بگ گندم میں پیچیدہ کاربوہائیڈریٹ ہوتے ہیں جو سادہ کاربوہائیڈریٹ سے زیادہ آہستہ ہضم ہوتے ہیں۔ یہ بلڈ شوگر کی مستحکم سطح کو برقرار رکھنے میں مدد کرتا ہے، توانائی کا ایک مستحکم ذریعہ فراہم کرتا ہے اور توانائی کے بڑھنے اور کریش ہونے کے خطرے کو کم کرتا ہے۔

۳۔ پروٹین ماخذ: بگ گندم پودوں پر مبنی پروٹین کا ایک اچھا ذریعہ ہے جو اسے سبزی خوروں کے لئے ایک قیمتی کھانا بناتی ہے۔ پروٹین کا مواد ٹشوز کی مرمت، پٹھوں کی نشوونما اور جسم کی مجموعی دیکھ بھال میں مدد کرتا ہے۔

۴۔ کم گلائیسیمک انڈیکس: اس کے کم گلائیسیمک انڈیکس کی وجہ سے جو گندم خون میں شکر کی سطح کو منظم کرنے میں مدد کر سکتی ہے، جو اسے ذیابیطس کے شکار لوگوں یا ان لوگوں کے لئے ایک مناسب آپشن بناتی ہے جو خون میں شوگر کے اضافے کو روکنا چاہتے ہیں۔

۵۔ اینٹی آکسیڈنٹ خصوصیات: بگ گندم میں سیلینیم جیسے انٹی آکسیڈنٹس ہوتے ہیں، جو خلیات کو آکسیڈیٹو تناؤ سے بچانے میں مدد کرتے ہیں۔ دل کی بیماری اور کینسر جیسی دائمی بیماریوں کے خطرے کو کم کرتے ہیں۔

۶۔ کولیسٹرول کا انتظام: بگ گندم میں موجود فائبر کا مواد کولیسٹرول کی سطح کو کم کرنے میں مدد کر سکتا ہے، دل کی بیماریوں کے خطرے کو کم کرتے ہے، مزید برآں میگنیشیم کی موجودگی بلڈ پریشر کو کنٹرول کر کے اور شریانوں کو سخت ہونے سے روک کر دل کی صحت کو سہارا دیتی ہے۔

۷۔ گٹ کی صحت: اعلیٰ فائبر کا مواد فائدہ مند آنتوں کے بیکٹر یا کی افزائش کو فروغ دے کر اور قبض کو روک کر صحت مند نظام ہاضمہ کی حمایت کرتا ہے۔

۸۔ وزن میں کمی کا انتظام: جو گندم میں پروٹین اور پیچیدہ کاربوہائیڈریٹس کا امتزاج آپ کو زیادہ دیر تک پیٹ بھرنے میں مدد کرتا ہے جو مجموعی کیلوریز کی مقدار کو کم کر کے وزن کے انتظام میں مدد کر سکتا ہے۔

۹۔ ہڈیوں کی صحت: میگنیشیم اور فاسفورس جیسے معدنیات کی موجودگی ہڈیوں اور دانتوں کی مضبوط رکھنے میں مدد دیتی ہے۔ آسٹیوپروسس کے خطرے کو کم کرتی ہے۔

۱۰۔ گلوٹین کا خیال: گندم کی دیگر اقسام کی طرح بگ گندم میں بھی گلوٹین ہوتا ہے یہ سیلیک بیماری یا گلوٹین عدم رواداری والے لوگوں کے لئے نامناسب ہوتا ہے۔ اپنی خوراک میں جو گندم کو شامل کرنے سے صحت کے بہت سے فوائد مل سکتے ہیں، خاص طور پر اس کے غذائی اجزاء کی کثافت اور ہاضمہ اور دل کی صحت کو فروغ دینے میں اہم ہے۔

موسم سرما کی سبزیات

سبزیات کی کاشت از ڈاکٹر بشارت علی سلیم سے ماخوذ

مولی کی کاشت۔ مولی موسم سرما کی مقبول عام سبزی ہے، اس کو بطور سلاد، کچی اور سالن بنا کر بھی کھایا جاتا ہے۔ طبی لحاظ سے مولی بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ مولی کے استعمال سے پیشاب کی نالی کی پتھری کے اخراج میں مدد ملتی ہے۔ مولی نسبتاً سرد موسم کو پسند کرتی ہے، ستمبر، اکتوبر مولی کی کاشت کے لئے موزوں ترین ہیں۔ ان مہینوں میں مولی کی ہر قسم کی کاشت کی جا سکتی ہے۔ اہم ترین احتیاط یہ ہے کہ مولی کی اقسام ان کے وقت کاشت پر لگائی جائیں ورنہ زیادہ پیداوار حاصل نہ ہوگی بلکہ مولی کی جڑ کی بڑھوتری اور کوالٹی بھی اچھی نہیں ہوگی۔ اس طرح مولی کی اقسام کا چناؤ کرتے وقت زمین کی قسم اور علاقہ کاشت کو بھی مدنظر رکھیں۔ اگیتی مولی کی کاشت ایسے رقبے پر کی جاتی ہے جو زرخیز ہونے کے ساتھ ساتھ دریا، نہر یا راجباہ کے قریب تر ہو لیکن سائنسدانوں کی سالہا سال کی تحقیق سے مختلف مہینوں تا موسموں کے لئے سفارش کردہ موزوں اقسام کی فہرست درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	قسم مولی	وقت کاشت
۱۔	40 دن والی	جولائی۔اگست
۲۔	مولی منو	ستمبر۔اکتوبر
۳۔	گرین نیک	ستمبر۔اکتوبر
۴۔	لال پری	اکتوبر۔نومبر
۵۔	آل سیزن	نومبر تا وسط دسمبر

مولی کی زیادہ پیداوار لینے کے لئے کھیت کا ہموار ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ نیچی جگہ پر زیادہ اور اونچی جگہ پر کم پانی بیج کے اُگاؤ، بڑھوتری کی پیداوار پر برا اثر ڈالتا ہے اس لئے کھیت میں گہرا ہل یا دو دفعہ عام ہل چلانے کے بعد کھیت کو مکمل ہموار کرنا چاہئے۔ ہوسکے تو لیزر لیولنگ کی جائے۔ اس کے بعد 10-15 ٹن مکمل گلی سری کھاد فی ایکڑ کے حساب سے یکساں بکھیر کر کھیت میں ملا دینا چاہئے اور ہل چلانے کے ساتھ ساتھ مناسب سہاگہ دے کر یا آخر میں روٹا ویٹر چلا کر زمین کو خوب نرم اور بھربھرا کر لینا چاہئے۔

کیمیائی کھادیں۔ زمین کی تیاری کے بعد اور کھیلیاں نکالنے سے پہلے موسمی فصل میں ایک بوری ڈی اے پی (9 کلوگرام نائٹروجن اور 23 کلوگرام فاسفورس) اور ایک بوری سلفیٹ آف پوٹاش (25 کلوگرام پوٹاش) فی ایکڑ استعمال کریں کیونکہ جڑ والی فصلوں کے لئے پوٹاش کی کھاد نہایت ضروری ہے۔ اگیتی فصل کی کاشت کے لئے ڈیڑھ بوری سلفیٹ آف پوٹاش (34.5 کلوگرام پوٹاش) استعمال کرنی چاہئے۔ جس سے نرم اور فصل زیادہ درجہ حرارت کی شدت سے محفوظ رہتی ہے۔ بڑھوتری کے دوران اگیتی فصل میں 20-25 دن بعد اور موسمی فصل میں 25-40 دن بعد جب فصل جڑ بنانا شروع کردے تو آدھی بوری (11.5 کلو نائٹروجن) فی ایکڑ ضروری ہے۔

طریقہ کاشت۔ مولی کی فصل 75 سینٹی میٹر (ڈھائی فٹ) کی کھیلیوں کے دونوں طرف کاشت کی جاتی ہے۔ اگر کھیلیاں دستی بنانا مقصود ہوں تو زمین کو پانی دے کر ہموار کرنے کے بعد پہلے کھیت کو مناسب حصوں / کیاریوں (ایک کنال) میں تقسیم کرلیں تاکہ پانی صحیح لگایا جاسکے۔ پھر کھیلیاں بنائی جائیں اور اگر رجر سے کھیلیاں بنانا ہوں تو پہلے کھیلیاں بنالیں بعد میں کھیت کو کیاریوں میں تقسیم کریں۔ اگر چوکا سے فصل کاشت کرنا مقصود ہو تو 13-14 سینٹی میٹر کے فاصلہ پر کھیلیوں کے دونوں کناروں پر 3-4 دن چوکا کریں۔ اگر کیرا کرنا مقصود ہو تو پہلے کھیلیوں کے اوپر سے دریشی کرکے ہموار کرلیں۔ یاد رکھیں کہ کیرا نہایت احتیاط سے یکساں کرنا چاہئے، کیرے میں آسانی پیدا کرنے کے لئے بیج میں بھل یا ریت ملا کر بیج کا قد بڑھایا جاسکتا ہے۔ اگر بوائی بذریعہ چھٹہ کرنا مقصود ہو تو آدھے بیج کی کھیت کی لمبائی کے رخ اور آدھے بیج کی چوڑائی کے رخ یکساں کرنے کے بعد رجر سے کھیلیاں بنا کر مناسب کیاریوں میں تقسیم کرلیں تاکہ پانی صحیح لگانے میں آسانی رہے۔

آبپاشی۔ بوائی اگیتی ہو یا پچھیتی، پہلا پانی بوائی کے فوراً بعد نہایت احتیاط سے اس طرح لگانا چاہئے کہ پانی پٹڑیوں یا بیج والی جگہ سے نیچے رہے یعنی بیج کو صرف نمی پہنچے۔ اگر پانی پٹڑیوں پر چڑھ جائے تو زمین کی سطح سخت ہوجانے سے اُگاؤ متاثر ہوگا اور کھیت میں پودوں کی تعداد کم ہوگی اور مولی کی ۔۔اچھی نہ بنے گی۔ مناسب نمی پہنچانے کے لئے پانی لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ پانی بیج والی جگہ سے 6-7 سینٹی میٹر نیچے رکھیں۔ گھنٹہ دو گھنٹہ بعد جب پانی زمین میں جذب ہوجائے تو ایک مرتبہ پھر اتنا پانی لگادیں۔ پہلے پانی کا زیادہ حصہ کھالیوں میں جذب ہوجاتا ہے جبکہ بعد والے پانی کی نمی ۔۔۔حتیٰ کہ وٹوں کے درمیان تک پہنچ جاتی ہے۔

رائی اور گوڈی۔ جب مولی کے پودے کا تیسرا یا چوتھا پتا نکلنے لگے تو فوراً چھدرائی کرنا چاہئے۔ چھدرائی کا عمل جلد از جلد مکمل کرنا چاہئے کیونکہ گرمی کی وجہ سے اکثر پودے متاثر ہونے یا مرنے کا امکان ہوتا ہے۔ مولی کی فصل کو کم از کم دو گوڈیاں ضرور کریں تاکہ جڑی بوٹیوں کی تلفی ہوسکے اور دوسری گوڈی کے بعد آدھی بوری یوریا فی ایکڑ (11.5 کلوگرام نائٹروجن) استعمال کریں جس سے پیداوار اچھی اور جڑ خوبصورت بنے گی۔

کیڑے۔ اس فصل پر مولی بگ اور لشکری سنڈی کا حملہ ہوتا ہے۔ **برداشت۔** مولی کی برداشت موسم کے لحاظ سے کرنی چاہئے۔ اگیتی قسم مولی 40 دن میں جڑ بنا لیتی ہے اس لئے اسے 45-50 دن بعد برداشت کرلینا چاہئے۔

شلغم کی کاشت۔ موسم سرما کی مرغوب سبزی ہے، سالن کے علاوہ اسے کچا بھی کھایا جاتا ہے۔ طبی لحاظ سے شلغم بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے علاوہ خوراک میں شلغم کے استعمال سے پھیپھڑوں کے کینسر، شوگر کے مرض میں کمی اور دل کے امراض سے کافی حد تک بچا جاسکتا ہے۔ شلغم سرد اور معتدل موسم کو پسند کرتا ہے، ستمبر اکتوبر شلغم کی کاشت کے لئے موزوں ترین ہیں۔ ان مہینوں میں شلغم کی ہر قسم کی کاشت کی جاتی ہے، احتیاط یہ رہے کہ تمام اقسام کی کاشت اُن کے وقت پر کی جائے ورنہ نا صرف پیداوار متاثر ہوگی بلکہ شلغم کی جڑ اور بڑھوتری اور کوالٹی بھی اچھی نہ ہوگی۔ اس طرح شلغم کی اقسام کا چناؤ کرتے وقت زمین کی قسم اور علاقہ کاشت کو بھی مدنظر رکھیں۔ اگیتی کاشت ایسے رقبے پر کی جائے جو زرخیز ہونے کے ساتھ ساتھ دریا یا راجباہ کے قریب ہو۔

نمبر شمار	اقسام	وقت کاشت
۱۔	اگیتا پرپل ٹاپ	جولائی، اگست
۲۔	پرپل ٹاپ	ستمبر
۳۔	گولڈن	اکتوبر

شلغم کی زیادہ پیداوار لینے کے لئے کھیت کا ہموار ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ نیچی جگہ پر زیادہ اور اونچی جگہ پر کم پانی بیج کے اُگاؤ، جڑ پر پیداوار پر بُرا اثر ڈالتا ہے اس لئے کھیت میں گہرا ہل یا دو دفعہ عام ہل چلانے کے ساتھ ساتھ مناسب سہاگہ دے کر یا آخر میں روٹا ویٹر چلا کر زمین کو خوب نرم اور بھربھرا کر لینا چاہئے۔

کھادوں کا استعمال۔ زمین کے تیاری کے بعد اور کھیلیاں نکالنے سے پہلے موسمی فصل میں ایک بوری ڈی اے

پی (9 کلوگرام نائٹروجن 23 کلوگرام فاسفورس) اور ایک بوری سلفیٹ آف پوٹاش (25 کلوگرام پوٹاش) فی ایکڑ استعمال کریں کیونکہ جڑ والی فصلوں کے لئے پوٹاش کی کھاد نہایت اہم ہے۔ اگیتی فصل کی کاشت کے لئے ڈیڑھ بوری سلفیٹ آف پوٹاش (34.5 کلوگرام پوٹاش) استعمال چاہئے۔ جس سے زمین نرم اور فصل زیادہ حرارت کی شدت سے محفوظ رہتی ہے۔ بڑھوتری کے دوران اگیتی فصل میں 25-20 دن بعد اور موسمی فصل میں 25-40 دن بعد جب فصل پکنا شروع کردے تو آدھی بوری یوریا (11.5 کلوگرام نائٹروجن) فی ایکڑ کے استعمال سے پیداوار بڑھ جائے گی۔ بیج کی مقدار اگیتی فصل کے لئے اگر فصل بذریعہ چوکا یا کیرا کرنا مقصود ہو تو 1 سے 15 کلوگرام فی ایکڑ اور اگر فصل بذریعہ چھٹا کاشت کرنا ہو تو 2 سے 3 کلوگرام فی ایکڑ جبکہ موسمی فصل کے لئے دونوں طریقہ بوائی میں 20 سے 25 کلوگرام فی ایکڑ بیج استعمال کرنا چاہئے۔

آبپاشی۔ بوائی اگیتی ہو یا پچھیتی پہلا پانی بوائی کے فوراً بعد نہایت احتیاط سے اس طرح لگانا چاہئے کہ پانی پٹڑیوں یا بیج والی جگہ سے نیچے رہے۔ اگر پانی پٹڑیوں پر چڑھ جائے تو زمین کی سطح سخت ہوجانے سے نتیجتاً پیداوار کم ہو جائے گی جس سے اُگاؤ متاثر ہوگا۔

چھدرائی اور گوڈی۔ جب شلغم کے پودے کا تیسرا یا چوتھا پتہ نکلنے لگے تو فوراً چھدرائی کرنا چاہئے۔ چھدرائی کا عمل جلد از جلد مکمل کرنا چاہئے کیونکہ گرمی کی وجہ سے اکثر پودے متاثر ہونے یا مرنے کا امکان ہوتا ہے۔ شلغم کی فصل کو کم از کم دو گوڈی ضرور کریں تاکہ جڑی بوٹیوں کی تلفی ہو سکے اور دوسری گوڈی کے بعد آدھی بوری فی ایکڑ (11.5 کلوگرام نائٹروجن) استعمال کریں

برداشت۔ شلغم کی برداشت کی قسم کے لحاظ سے کرنی چاہئے۔ قسم پرپل ٹاپ جلدی جڑ بنالیتی ہے اس لئے 60-55 دنوں کے دوروان برداشت کرلینا چاہئے ورنہ شلغم اندر سے کھوکھلے ہوجاتے ہیں اور مارکیٹ میں ان کی قیمت کم ملتی ہے۔ پچھیتی قسم گولڈن کو 65-60 دن سے پہلے برداشت کرلینا چاہئے۔

ضلع فیصل آباد میں ذہنی طور پر معذور بچوں کی بحالی کے حوالے سے والدین کا رویہ!

ڈاکٹر نورین اختر، ڈاکٹر کنول اصغر، ڈاکٹر عقیلہ صغیر، ماریہ بشیر
شعبہ رورل سوشیالوجی زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

کسی بھی خاندان میں بچے کی پیدائش اس خاندان کیلیے باعث مسرت اور خوشگوار احساس ہے۔ شادی اور ازدواجی زندگی بچے کی پیدائش اور اولاد کی نعمت سے ہی تکمیل پاتی ہے۔ تاہم، جب کوئی معذور یا بیمار بچہ پیدا ہوتا ہے تو یہ خاندان کو ذہنی، جسمانی، فلاحی، اور سماجی غرض ہر لحاظ سے متاثر کرتا ہے۔ ایسے حالات میں جب بچے کو معذور ہوتی ہے، خاندان کو درپیش مسائل مزید بڑھ جاتے ہیں۔ اس صورتِ حال سے نمٹنے کیلیے حوصلہ، ہمت، وقت، اور مالی وسائل کا بوجھ بڑھنے سے خاندان میں ایک تناؤ سی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ ذہنی طور پر معذور بچوں کو درپیش سب سے اہم خطرات میں سے والدین کی طرف سے محبت، دیکھ بھال، اور پرسکون ماحول کی عدم موجودگی جیسے ضروری عناصر کی عدم دستیابی ہے۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (ڈبلیو ایچ او) کے مطابق ذہنی معذوری کا شکار افراد عالمی آبادی کا تقریباً ۳ فیصد ہیں۔ معذوری کی سالانہ شرحِ نمو ۲.۵۶ فیصد سالانہ ہے۔ پاکستان کی سالانہ آبادی میں اضافے کی شرح ۲.۵ فیصد ہے۔ ذہنی معذوری کے شکار بچے اور بڑے اکثر منفی سوچ، تبصروں اور منفی رویوں کیساتھ ساتھ معاشرتی استحصال، معاشرتی پسماندگی اور نفرت کا شکار بنتے ہیں۔ اُسی طرح ذہنی معذور بچوں پر انکے والدین کا رویہ گہرا اثر رکھتا ہے۔ بچے کی سماجی اور جذباتی نشوونما میں والدین اور بچے کے مابین تعلق بنیادی اہمیت کا حامل ہے اس رشتے کی بنیاد ہی والدین کی طرف سے بچے کو اپنانے یا دھتکارنے اور والدین کے طرزِ عمل پر منحصر ہے۔ اور یہی چیز بچے اور ماں باپ کے مابین جذباتی تعلق کی پختگی اور نہج کا تعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ایسا اس صورتحال میں ہی ممکن ہے جب انسان کو کسی ایسی ہی تکلیف میں مبتلا ہو جہاں اُسکا بچہ کسی ایسی ہی معذوری کا شکار ہو جہاں اُسے سماجی، نفسیاتی، اقتصادی اور دیگر مشکلات کا سامنا ہو۔ یہ سب مسائل والدین کے اقرار یا انکار پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ یہ مطالعہ ضلع فیصل آباد شہر میں کیا گیا تھا تاکہ ذہنی طور پر معذور بچوں کی بحالی کے بارے میں والدین کے رویوں اور سوچ کا جائزہ لیا جاسکے۔ مطالعے کیلیے ایسے والدین کو منتخب کیا گیا جو اپنے بچوں کو ریہیبلیٹیشن مراکز، سنٹرز اور اداروں میں اُنکی صحت اور دماغی نشوونما کی بہتری کیلیے بھیجتے ہیں۔ اس مطالعے کے لیے تین اداروں جس میں 'سیدہ خاتون جنت ہسپتال اور ڈے کیئر خصوصی تعلیمی مرکز، تنظیم السان اسکول برائے معذور بچے، اور فاطمہ نورین ری ہیبلیٹیشن اور ڈے کیئر سینٹر منتخب کیے گئے۔ سروے کیلیے ۲۰۱ والدین کا انتخاب کیا گیا اس مطالعے کا نتیجہ ظاہر کرتا ہے کہ والدین کی عمر صرف ایک عدد ہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ عمر کے کس حصے میں ہیں ذہنی طور پر معذور بچوں کی بحالی کے بارے میں والدین کی عمر اور رویے کا آپسی کوئی تعلق نہیں۔ نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ تعلیم افراد کے رویوں، نقطۂ نظر اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت کو ڈھالنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ تعلیم معاشرتی معاملات کے بارے میں انکی فہم وفراست کو تشکیل دیتی ہے۔ جواب دہندگان کا ایک بڑا حصہ (۲.۴۵ فیصد) عام طور پر گریجویشن یا اس سے زیادہ پڑھا لکھا ہے۔ ۱۳.۷ فیصد انٹرمیڈیٹ اور باقی ۲.۴۱ فیصد میٹرک تک تعلیم تھی۔ تعلیم اور والدین کے رویوں کے درمیان گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ والدین ناخواندہ خاندان کے بجائے اپنے معذور بچے کے بارے میں زیادہ مثبت رویہ رکھتے ہیں۔ لہذا حکومتی اقدامات، ری ہیبلیٹیشن، اور آگاہی پروگرامز کی سہولیات کی اشد ضرورت ہے تاکہ معذور بچوں کے خاندانوں، خاص طور غیر تعلیم یافتہ اور معاشی طور پر کمزور افراد کی مدد کی جاسکے۔

ترشاوہ باغات کے لئے کاشتی اُمور برائے ماہ اکتوبر

- گڑھوں کے وتر آنے پر نئے پودے لگائیں، باغ میں ہل اور گوڈی کا عمل کریں اور آبپاشی کریں۔
- گدھیڑی کے انڈوں کی تلفی بذریعہ گوڈی کریں۔
- ایگیتی کاشت کی برداشت کریں۔



لاہور آدمی کو بوڑھا نہیں ہونے دیتا

کرشن چندر

کسی شہر میں رہنا نہیں بسنا پڑتا ہے اور پھر لاہور آپ کے دل میں بس جاتا ہے اور ایسا بستا ہے کہ پھر کوئی اور اس کے دل میں نہیں بس سکتا۔

مہرالنساء لاہور میں نور جہاں بن کر آسودہ خاک ہوئی۔ لاہور سے انہیں بڑی محبت تھی، جس کا اظہار اس لازوال شعر میں کیا۔

لاہور را بہ جان برار خریدہ ایم
جاں دادہ جنت دیگر خریدہ ایم

(لاہور کو ہم نے جان کے برابر قیمت پر حاصل کیا ہے، ہم نے جان قربان کر کے نئی جنت خریدی ہے۔)

پطرس بخاری نے کہا تھا کہ لاہور کے کاٹے کا علاج نہیں۔

کرشن چندر نے لکھا کہ لاہور آدمی کو بوڑھا نہیں ہونے دیتا۔

مشہور افسانہ نگار کرشن چندر لاہور میں رہے، ایف سی کالج میں تعلیم پائی۔ وہ اس شہر سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ آزادی کے وقت ہندوستان جانے کے بعد بھی اپنی روح لاہور میں ہی چھوڑ گئے۔ اس شہر کا تذکرہ وہ کسی بچھڑے ہوئے محبوب کی طرح رقت آمیز لہجے میں کیا کرتے تھے۔ وہ اس شہر سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ آزادی کے وقت ہندوستان جانے کے بعد بھی اپنی روح لاہور ہی میں چھور گئے۔ اس شہر کا تذکرہ وہ کسی بچھڑے ہوئے محبوب کی طرح رقت آمیز لہجے میں کیا کرتے تھے۔ وہ لاہور سے آنے والوں کو بڑی حسرت سے دیکھتے اور اپنی محبوب شہر کی گلی کوچوں، بازاروں، عمارتوں، باغوں کا تفصیل سے حال معلوم کرتے۔ کرشن چندر نے احمد ندیم قاسمی کے نام اپنے خط میں لکھا کہ لاہور کا ذکر تو کجا اس شہر کے بارے میں سوچتا بھی ہوں تو آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔

راجندر سنگھ بیدی جنہوں نے اپنے ادبی سفر کا آغاز محسن لاہوری کے قلمی نام سے کیا تھا، مرتے دم تک لاہور کے عشق میں گرفتار رہے۔ لاہور کی باتیں کرتے ہوئے ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ ایک مرتبہ ٹی وی پر انٹرویو کے دوران لاہور کا ذکر آیا تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اے حمید برما میں قیام کے دوران اپنی جنم بھومی امرتسر کی بجائے لاہور کو یاد کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ لاہور کا نام زبان پر آتے ہی **طلسم و اسرار کی الف لیلیٰ کا ایک باب کھل جاتا ہے، لاہور ایک شہر ہی نہیں ایک کیفیت کا نام ہے۔** سید احمد شاہ پطرس بخاری کا شمار بھی لاہور کے سچے عاشقوں میں ہوتا تھا۔ نیویارک میں قیام کے دوران انہوں نے صوفی تبسم کے نام ایک خط میں پوچھا 'کیا راوی اب بھی مغلوں کی یاد میں آہیں بھرتا ہے۔'

گویا یہ شہر اپنے عاشقوں کے اعصاب پر ایسا سوار ہوتا ہے کہ وہ کبھی کسی دوسری جگہ پر سکون نہیں پا سکتے۔ جمنا داس اختر، گوپال متل، پران نوائل اور ان جیسے کئی قلمکار آزادی کے بعد لاہور سے کوچ کر گئے لیکن کا ان دل لاہور میں ہی اٹکا رہا، معروف شاعر شبنم شکیل لاہور کے ہجر میں غزلیں کہتی رہیں۔ بھارتی فلمی اداکار پران، اوم پرکاش، دیو آنند، لیش چوپڑا اور ناول نگار پپسی سدھوا جیسے مشاہیر لاہور کی بزم سے اٹھ جانے کے باجود اس کی طرف بار بار مڑ کر دیکھتے رہے۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ **لاہور ایک کیفیت و مستی کا نام ہے۔ ایک نشہ ہے جو طاری ہو جائے تو اترنے کا نام نہیں لیتا۔ پیدا ہونے کے لئے لاہور کے درشن کرنا بھی ضروری ہے۔**



گاجر کی کاشت

سبزیات کی کاشت از ڈاکٹر بشارت علی سلیم سے ماخوذ

گاجر قدیم ترین سبزیوں میں سے ایک اہم سبزی ہے۔ گاجر موسم سرما کی ایک خوش ذائقہ، غذائیت سے بھرپور سبزی ہے، اس کا جوس جو مقبول عام مشروب ہے اور آنکھوں کے لئے ایک ٹانک کی حیثیت رکھتا ہے۔ گاجر کو مختلف طریقوں سے پکا کر استعمال کیا جاتا ہے۔ مولی کی طرح گاجر بھی سرد آب و ہوا کی فصل ہے لہذا بیج کے اُگاؤ کے لئے 23-7 سینٹی گریڈ مثالی درجہ حرارت ہے جبکہ زیادہ پیداوار اور اچھی کوالٹی کی گاجر کے لئے 25-20 سینٹی گریڈ درجہ حرارت انتہائی مناسب ہے۔ اس سے بہت زیادہ کم درجہ حرارت پیداوار، سائز اور رنگ کو متاثر کرتا ہے۔

زمین اور اس کی تیاری۔ اچھی کوالٹی اور پیداوار کے لئے بھربھری زرخیز میرا زمین درکار ہوتی ہے جبکہ اگیتی پیداوار کے لئے ریتلی میرا زمین موزوں ہے۔ بھاری اور چکنی زمین میں کئی جڑوں والی چھوٹی چھوٹی کھردری گاجریں بننے کا امکان زیادہ ہوتا ہے جبکہ بہت زیادہ کچے نامیاتی مادہ والی زمین میں بھی گاجر کی کوالٹی، رنگت، سائز اور پیداوار متاثر ہوتی ہے۔ گاجر لمبی جڑ والی فصل ہے اس لئے زمین بجائی سے پہلے کافی گہرائی تک اچھی طرح تیار ہونی چاہئے۔ اگر اس میں مٹی کے ڈلے اور گوبر کی کچی کھاد (FYM) موجود ہو تو گاجر کی رنگت اور شکل پوری طرح نشوونما نہیں پا سکتی۔ لہذا زمین کا خوب گہرائی تک نرم اور بھربھرا ہونا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لئے وتر حالت میں زمین کو 3 تا 4 مرتبہ گہرا ہل چلا کر اور سہاگہ دے کر اچھی طرح تیار کر لیا جائے۔ زمین کی تیاری سے قبل داب سسٹم کے ذریعے جڑی بوٹیوں کی تلفی کر لی جائے جس سے پیداوار پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ **اقسام۔** پاکستان میں بہت سی اقسام کاشت کی جاتی ہیں جن میں کچھ مقامی اور کچھ درآمد شدہ ہیں لیکن گاجر کی منظور شدہ ترقی دادہ قسم T - 29 ہے جس کی پیداواری صلاحیت 16 سے 20 ٹن فی ایکڑ ہوتی ہے۔

وقت کاشت۔ گاجر ملک کے بالائی علاقوں میں جب موسم خوشگوار ہو جائے تو فروری مارچ میں کامیابی سے کاشت کی جا سکتی ہے لیکن وسطی پنجاب میں اس کی اگیتی کاشت ستمبر سے شروع ہو جاتی ہے اور ماہ اکتوبر کے آخر تک رہتی ہے۔ یورپین اقسام کی کاشت نومبر اور دسمبر میں ہوتی ہے۔ گاجر کی کاشت بذریعہ کیرا اور چھٹہ کی جاتی ہے۔ اعلیٰ کوالٹی گاجر کے حصول کے لئے کیرا مناسب طریقہ ہے۔ گاجر کا بیج اڑھائی فٹ کے فاصلے پر بنائی گئی پٹڑیوں کے دونوں طرف لگانا چاہئے۔ ایک طرف کیرا کرنے سے کئی جڑوں والی گاجریں بن جاتی ہیں جن کی مارکیٹ میں قیمت کم ملتی ہے۔ گاجر کے بیج کا اُگاؤ 10 سے 15 دن میں مکمل ہو جاتا ہے۔ اُگاؤ کو بہتر اور یونیفارم بنانے کے لئے بجائی سے۔۔ گاجر کا بیج 12 تا 24 گھنٹے پانی میں بھگو دیا جائے تو بیج کی روئیدگی بہتر ہوتی ہے۔

(بقیہ آئندہ شمارہ میں)

Tara Crop Sciences™
Private Limited



آلو کی کاشت

آلو کے ہر مسئلے کا حل
بہتر پیداوار، بھرپور فصل



TARA SEEDS
IOS SEEDS

بیج جاندار
فصل شاندار



Akbar-19 | Ghazi-19 | Dilkash-20 | Subhani-21
Sadiq-21 | Nawab-21 | MH-21 | Arooj-22

تاراز رعی مراکز پر دستیاب ہے

ماہنامہ دوآب

ISSN : 2306 - 6563

VOLUME 09 | ISSUE 03 | OCTOBER 2024





پروفیسر ڈاکٹر محمد علی، (تمغہ امتیاز، ستارہ امتیاز) ایگزیکٹو ممبر مجلس مشاورت ماہنامہ دوآب کو پنجاب یونیورسٹی لاہور کے وائس چانسلر کا منصب سنبھالنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد



یونیورسٹی آف سرگودھا میں سی ڈی سی کے زیر اہتمام منعقد پروگرام کی اختتامی تقریب سے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر قیصر عباس، غلام دستگیر خان، سلیم رانجھا اور پروفیسر ڈاکٹر احمد رضا بلال خطاب کر رہے ہیں



یونیورسٹی آف سرگودھا میں جمہوریت کے عالمی دن کے موقع پر منعقدہ سیمینار سے پرو وائس چانسلر جامعہ سرگودھا پروفیسر ڈاکٹر میاں غلام یاسین، بیرسٹر محسن شاہنواز رانجھا، سلطان علی رانجھا خان آصف خان، ڈاکٹر محمد ابرار ظہور، ڈاکٹر اشفاق احمد اور ڈاکٹر محمد اعظم خطاب کر رہے ہیں

www.uos.edu.pk www.taragroup.com.pk
Project: 03/06/03388

یونیورسٹی آف سرگودھا اور تارا گروپ کی مشترکہ کاوش